رسالہ

تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن

٢٦

١٢

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین محمد و اٰلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین بالتبجیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور عظمت کے ساتھ تا قیامت درود و سلام ہو سید المرسلین و خاتم النبیین پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر۔ ہمارے لئے اللہ تعالٰی کافی ہے۔ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (ت)

مُسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالٰی آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیأت کو دینِ حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سچی محبت دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین!

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا ○ لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃً و اصیلا ○[1]	اے نبی ! بیشک ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ، تاکہ اے لوگو ! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو ۔

مسلمانو ! دیکھو دینِ اسلام بھیجنے قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارے مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا تین باتیں بتانا ہے :

اوّل یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں ۔

دوم یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم کریں ۔

سوم یہ کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت میں رہیں ۔

مسلمانو ! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو ، اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم بکار آمد نہیں ، بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضاتِ کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے لیکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ ظاہری تعظیم ہوئی ، دل میں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے ، پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہے ، بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں ، کیا فائدہ ' اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الٰہی نہیں ۔ اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے :

وقدمنا الیٰ ما عملوا من عملٍ فجعلنٰہ ھبآءً منثورا[2]	جو کچھ اعمال انھوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیے ۔

---

[1] القرآن الکریم ۴۸/ ۸ و ۹

[2] ۔ ۲۵/ ۲۳

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عاملۃ ناصبۃ ○ تصلیٰ ناراً حامیۃ ○[۱]

عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدارِ ایمان، مدارِ نجات، مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں، کہو ہوئے اور ضرور ہوئے۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومٰسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بامرہٖ واللہ لایھدی القوم الفٰسقین[۲]

اے نبی! تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اسکے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالےٰ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے اُسے اللہ اپنی طرف راہ نہ دے گا اُسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہئے، والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین[۳]

تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اسکے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

---

[۱] القرآن الکریم ۸۸/ ۳ و ۴ [۲] القرآن الکریم ۹/ ۲۴

[۳] صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷

صحیح مسلم ″ باب وجوب محبۃ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۱/ ۴۹

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہے، اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدارِ ایمان و مدارِ نجات ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول لیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظیم عظمت ہے ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے۔ بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

الٓمّٓ ۚ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ۝[1]

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا، ہاں ہاں سنتے ہو آزمائے جاؤ گے آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی واقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں۔ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں:

(۱) محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تعظیم

(۲) اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم۔

تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ تمہارے استاد تمہارے پیر تمہارے بھائی تمہارے احباب تمہارے اصحاب تمہارے مولوی تمہارے حافظ تمہارے مفتی تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے

---

[1] القرآن الکریم ۲۹/ ۱ و ۲

الگ ہوجاؤ ، دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو ، اُن کی صورت اُن کے نام سے نفرت کھاؤ ، پھر نہ تم اپنے رشتے ، علاقے ، دوستی ، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت ، شیخیت ، بزرگی ، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص اُنھیں کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا ، اس کے جُبّے عمامے پر کیا جائیں ، کیا بہتیرے یہودی جُبّے نہیں پہنتے عمامے نہیں باندھتے ، اس کے نام علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں کیا بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے ، اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اُس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اُسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اُسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمھارے دل میں اُس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تمھیں انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے ، قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے ۔ مسلمانو ! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کرسکے گا اگرچہ اُس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو کیا جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو ۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات سُنو دیکھو وہ کیونکر تمھیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے ۔ دیکھو رب عزوجل فرماتا ہے ؛

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ط اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط اولٰئک حزب اللہ ط اَلَا

تُو نہ پائے گا اُنھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ اُن کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی ، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں ، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لیجائیگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں ، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ، یہی لوگ اللہ والے ہیں ، سنتا ہے

اِنّ حزب اللہ ھم المفلحون[1]۔ اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ میں صاف فرما دیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے مسلمان اُس سے دوستی نہ کرے گا جس کا صریح مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے گا وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس کا حکم قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اُس سے محبت نہیں رکھ سکتے" اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مولیٰ سبحٰنہ وتعالےٰ کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ ورسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے:

(١) اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کردے گا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ حسنِ خاتمہ کی بشارت جلیلہ ہے کہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔

(٢) اللہ تعالےٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(٣) تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

(٤) تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے خدا والے ہو جاؤ گے۔

(٥) مُنہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید وخیال وگمان سے کروڑوں درجے افزوں۔

(٦) سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(٧) یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی۔ بندے کے لئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کردے تو واللہ کہ مفت پائیں پھر زید وعمرو سے علاقہ تعظیم ومحبت یک لخت قطع کردینا کتنی بڑی بات ہے جس پر اللہ تعالےٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن عظیم کی عادت کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کے لالچ میں نہ آئیں

---

[1] القرآن الکریم ٥٩/٢٢

سزاؤں کے ڈر سے راہ پائیں وہ عذاب بھی سن لیجئے۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

یٰایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ؕ ومن یتولھم منکم فاولٰئک ھم الظّٰلمون[1]

اے ایمان والو! اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت کریں تو وہی لوگ ستمگار ہیں۔

اور فرماتا ہے:

یٰایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوّی وعدوّکم اولیاء (الٰی قولہ تعالٰی) تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ط ومن یفعلہ منکم فقد ضلّ سواء السبیل (الٰی قولہ تعالٰی) لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم ج یوم القیٰمۃ ج یفصل بینکم ط واللہ بما تعملون بصیر[2]

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے قیامت کے دن، اللہ تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے:

ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لایھدی القوم الظّٰلمین[3]

جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ انھیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم وگمراہ ہی فرمایا تھا اس آیہ کریمہ نے

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[2] 〃 ۶۰/ ۱ تا ۳

[3] 〃 ۵/ ۵۱

بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو اُن سے دوستی رکھے وہ بھی انھیں میں سے ہے انھیں کی طرح کافر ہے اُن کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا۔ اور وہ کوڑا بھی یاد رکھئے کہ تم چھُپ چھپ کر اُن سے میل رکھتے ہو اور میں تمھارے چھُپے ظاہر سب کو خُوب جانتا ہوں۔ اب وہ رسی بھی سُن لیجئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم[1]	جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذاباً مھینا۔[2]	بیشک جو لوگ اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل ایذا سے پاک ہے اُسے کون ایذا دے سکتا ہے، مگر حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔

ان آیتوں سے اُس شخص پر جو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے:

(۱) وہ ظالم ہے۔
(۲) گمراہ ہے۔
(۳) کافر ہے۔
(۴) اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔
(۵) وہ آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔
(۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی۔
(۷) اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

اے مسلمان اے امتی سید الانس والجان صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم! خدارا ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت علاقہ ترک کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے، اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو تو خدا سے راضی ہو۔ یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم، کافر، جہنمی ہو۔ آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذا دے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیہات ہیہات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے الٓمّٓ احسب الناس کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا ـــ ہاں یہی امتحان کا وقت ہے ـــ

دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں۔ دیکھو بے پرواہی نہ کرو پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو۔ دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں۔ دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں۔ دیکھو اور گناہ تو نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو مگر ایمان نہیں جاتا عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا یا ہو سکتا ہے مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے ان کی عظمت ان کی محبت مدارِ ایمان ہے قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلاً ابد الآباد تک کبھی کسی طرح ہرگز اصلاً عذابِ شدید سے رہائی نہ ہوگی گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں وہ اپنی بھگت رہے ہوں گے تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں گے تو کیا کر سکتے ہیں پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضبِ جبار و عذابِ نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے۔ للہ للہ ذرا دیر کو اللہ و رسول کے سوا سب این و آں سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی عظیم عظمت، بلند عزت، رفیع وجاہت جو ان کے رب نے انہیں بخشی اور ان کی تعظیم ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بنا رکھی اسے دل میں جما کر.

انصاف وایمان سے کہو کیا جس نے کہا کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے[1]، اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی ؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے علمِ اقدس پر نہ بڑھایا، کیا وہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی وسعتِ علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا۔

مسلمانو! خود اُسی بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ "او علم میں شیطان کے ہمسر!" دیکھو تو وہ بُرا مانتا ہے یا نہیں حالانکہ اُسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہہ بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی، اور اگر وہ اپنی بات پالنے کو اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگوار مانے گا تو اُسے چھوڑیے اور کسی معظم سے کہہ دیکھئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچہری میں جاکر آپ کسی حاکم کو انھیں لفظوں سے تعبیر کرسکتے ہیں دیکھئے ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بیشک ہوئی پھر کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں، ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا تمام نصوص کو رَد کرکے ایک شرکت ثابت کرتا ہے[2]۔ اور کہا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے[3]، اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں، ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا جب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے یہ وسعتِ علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے جب تو نبی کے لئے اس کا ماننے والا مشرک ہوا اور اس نے وہی وسعت وہی صفت خود اپنے منہ ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرادیا۔

مسلمانو! کیا یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی، ضرور ہوئی، اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے، ابلیس لعین کو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی توہین یوں کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھادیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت

---

[1] البراہین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع لے بلاساڈھور ص ۵۱
[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
[3] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

میں حصہ دار ہے اور یہ اس سے ایسے محروم کہ ان کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ۔

مسلمانو! کیا خدا و رسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں، ضرور ہے۔ کیا جس نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے[1] کیا اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی۔ کیا نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور چوپائے کو حاصل ہے۔

مسلمان مسلمان اے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے اُمتی! تجھے اپنے دین وایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک ملعون گالی کے صریح ہونے میں تجھے کچھ شبہہ گزر سکتا ہے، معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے۔ اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود انھیں بدگویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمھیں اور تمھارے استادوں پیروں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سوٗر کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کُتّے کو ہے، تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلّو، گدھے، کتّے، سوٗر کے ہمسرو! دیکھو، تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد وپیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں، قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ اُن کے حق میں توہین وکسرِ شان ہو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ اُن کی عظمت اِن سے بھی گئی گزری ہے، کیا اسی کا نام ایمان ہے، حاش للہ حاش للہ!

کیا جس نے کہا "کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے[2] انتہی۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور جانوروں پاگلوں میں فرق

---

[1] حفظ الایمان جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور بھارت ص ۸
حفظ الایمان مع تغییر العنوان " محمد عثمان تاجر الکتب فی دریبہ کلاں دہلی ص ۷ و ۱۷

[2] " " جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور بھارت ص ۸
" " مع تغیر العنوان " محمد عثمان تاجر الکتب فی دریبہ کلاں دہلی ص ۷ و ۱۷

نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا کیا اس نے اللہ عزّوجل کے کلام کا صراحۃً رَدّ و ابطال نہ کر دیا۔
دیکھو تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے:

وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما[1]	اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزّوجل نے اپنے حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کمالات و مدائح میں شمار فرمایا۔

اور فرماتا ہے:

وانه لذو علم لما علمنٰه۔[2]	بیشک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وبشروه بغلٰم علیم[3]	ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایک علم والے لڑکے اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دی۔

اور فرماتا ہے:

وعلمنٰه من لدنا علما۔[4]	ہم نے خضر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔

وغیرہا آیات جن میں اللہ تعالٰی نے علم کو کمالاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں گنا۔ اب زید کی جگہ اللہ عزّوجل کا نام پاک لیجئے اور علمِ غیب کی جگہ مطلق علم جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اس بدگوئے مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تقریر کس طرح اللہ عزّوجل کا رَدّ کر رہی ہے یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳
[2] " ۱۲/ ۶۸
[3] " ۵۱/ ۲۸
[4] " ۱۸/ ۶۵

امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کُل علوم، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیلِ نقلی و عقلی سے ثابت ہے[1] انتہے پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اس کی اسی دلیل سے باطل ہیں۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ ان کے رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کردیا۔

مسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملادے اور ایمان و اسلام و انسانیت سب سے آنکھیں بند کرکے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے اُس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رَد کردے، باطل بتائے، پسِ پشت ڈالے، زیرِ پا ملے، بلکہ جو یہ سب کلام اللہ کے ساتھ کرچکا وہی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ اُس گالی پر جرأت کرسکے گا مگر ہاں اُس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں، اور اگر ہے تو کیا جواب۔ ہاں اِن بدگویوں سے کہو کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی خود اپنے آپ سے اس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم فاضل مولوی مُلّا چنیں چناں فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے اور حیوانات و بہائم مثلاً کُتّے سوَر کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا۔ اَن مناصب کے باعث آپ کے اتباع و اذناب آپ کی تعظیم تکریم توقیر کیوں کرتے دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں اور جانوروں مثلاً اُلّو گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتتا اس کی کیا وجہ ہے کل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص، ایسا علم تو اُلّو، گدھے، کُتّے، سوَر سب کو حاصل ہے تو چاہئے کہ ان سب کو عالم فاضل چنیں و چناں کہا جائے پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو

---

[1] حفظ الایمان جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یہ سہارنپور بھارت ص ۸
حفظ الایمان مع تغیر العنوان محمد عثمان تاجر الکتب فی دریبہ کلاں دہلی ص ۷ و ۱۷

علماء کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو گدھے، کُتّے، سؤر سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کُتّے، سؤر میں وجہِ فرق بیان کرنا ضرور ہے فقط۔

مسلمانو! یُوں دریافت کرتے ہی بعونہٖ تعالٰی صاف کُھل جائے گا کہ ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اور اُن کے رب عزوجل کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا ردّ و باطل کردیا۔

مسلمانو! خاص اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس ۚ لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اٰذان لا يسمعون بها ؕ اولٰئك كالانعام بل هم اضل ؕ اولٰئك هم الغٰفلون[1]

اور بیشک ضرور ہم نے جہنم کے لیے پھیلا رکھے ہیں بہت سے جن اور آدمی، ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں سُوجھتے اور وہ کان ہیں جن سے حق بات نہیں سنتے، وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے، وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

ارءیت من اتخذ الٰهه هوٰه افانت تكون عليه وكيلا ۝ ام تحسب ان اكثرهم يسمعون او يعقلون ط ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا ۝[2]

بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا تو کیا تو اس کا ذمّہ لے گا یا تجھے گمان ہے کہ ان میں بہت سے کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو اُن سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۹

[2] ″ ″ ۲۵/ ۴۳ و ۴۴

ان بدگویوں نے چوپاؤں کا علم تو انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے علم کے برابر مانا اب ان سے پوچھئے کیا تمہارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والثناء کے برابر ہے ظاہراً اس کا دعوٰی نہ کریں گے۔ اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپاؤں سے برابری کردی آپ تو دو پائے ہیں برابری ماننے کیا مشکل ہے، تو یوں پوچھئے کہ تمہارے استادوں پیروں ملاؤں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپاؤں کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں جب تو ان کی شاگردی کی اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رُو سے چوپاؤں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مصداق ٹھہرے۔

کذٰلک العذاب ط ولعذاب الاٰخرۃ اکبر م لوکانوا یعلمون[1]	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے (ت)

مسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیائے کرام وحضور پُرنور سید الانام علیہ الصلٰوۃ والسلام پر ہاتھ صاف کئے گئے پھر ان عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اصالۃً بالقصد رب العزۃ عزجلالہٗ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔ خدارا انصاف! کیا جس نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں[2] یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا جھوٹ بولتا ہے اس کی نسبت یہ فتوٰی دینے والا کہ اگرچہ اس نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے[3]۔ جس نے کہا کہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ جس نے کہا کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن وتضلیل نہیں کرسکتا[4]۔ یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہذا ایسے کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیے[5]، یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا معنی گنہگار بھی نہ کہو۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۸ / ۳۳

[2]

[3]

[4]

[5]

کیا جس نے یہ سب تو اُس مکذب خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقرار 21
کے کہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے[1] صاف صریح کہہ دیا کہ وقوعِ کذب کے معنی 21
درست ہوگئے[2] یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا۔ کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے، کیا جو
ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے۔

مسلمانو! خدارا انصاف، ایمان نام کاہے کا تھا تصدیقِ الٰہی کا۔ تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے؟ تکذیب۔ تکذیب کے کیا معنی ہیں کسی کی طرف کذب منسوب کرنا۔ جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے، خدا جانے مجوس وہنود ونصاریٰ ویہودیوں کافر ہوئے اُن میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا، ہاں معبود برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انھیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے۔ ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا اس کے کلام کو اُس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا اس سے وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے۔ غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں، اب یہی وقتِ امتحانِ الٰہی ہے، واحد قہار جبار عزجلالہ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں پیشِ نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام بدگویوں سے نفرت بھر دے گا ہرگز اللہ و محمد رسول اللہ جل وعلا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مقابل تمھیں ان کی حمایت نہ کرنے دے گا تم کو ان سے گھن آئے گی نہ کہ ان کی پچ کرو اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویل گھڑو۔

للہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں باپ استاد پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے شائع کرے کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گھڑو گے یا اسکے بکنے سے بے پروائی کرکے اُس سے بدستور صاف رہو گے، نہیں نہیں۔ اگر تم میں انسانی غیرت انسانی حمیت ماں باپ کی عزت حُرمت عظمت محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے اُس کے سایہ سے دُور بھاگو گے، اُس کا نام سن کر غیظ لاؤ گے جو اس کے لئے بناوٹیں گھڑے اُس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے۔ پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلّے میں رکھو

---

[1]

[2] امطار الحق رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ وقوعِ کذب باری تعالیٰ مطبع دت پرشاد بمبئی انڈیا ص۳۱

اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پلّے میں۔ اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے تو واجب واجب واجب لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ اُن کے بدگو سے وہ نفرت و دُوری و غیظ و جدائی ہو کر ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزاروں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے اُن سات نعمتوں کی بشارت ہے۔

مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیر خواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد قہار کی ان آیات اور اس بیان شافی واضح البینات کے بعد اس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگویوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب عزوجل نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم سے نقل فرمائے۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ ج اذ قالوا لقومھم انا برءٰؤا منکم و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ (الٰی قولہ تعالٰی) لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید[1]

بیشک تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس ہے جب وُہ اپنی قوم سے بولے بیشک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ بیشک ضرور اُن میں تمہارے لئے عمدہ ریس تھی اُس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور اُن کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کر لی اور کھول کر کہہ دیا کہ ہمیں تم سے کچھ علاقہ نہیں ہم تم سے قطعی بیزار ہیں تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرما رہا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۰ / ۴ تا ۶

مانو تو تمھاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمھاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے ان کے ساتھ تم بھی سہی میں تمام جہان سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل وعلا و تبارک وتعالیٰ۔

یہ تو قرآن عظیم کے احکام تھے، اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا، مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں:

فرقۂ اوّل: بے علم نادان۔ اُن کے عذر دو قسم کے ہیں:

عذرِ اوّل: فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے اس کا جواب تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سُن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرما دیا کہ غضبِ الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذرِ دوم: صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیونکر کافر یا بُرا مانیں؟ اس کا جواب تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

افرءیت من اتخذ الٰھہٗ ھوٰىہُ و اضلّہ اللہ علٰی علمٍ وختم علٰی سمعہ وقلبہ وجعل علٰی بصرہ غشٰوۃً ط فمن یھدیہ من بعد اللہ ط افلا تذکرون ۝[1]

بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مُہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھادی تو کون اُسے راہ پر لائے اللہ کے بعد۔ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

اور فرماتا ہے:

مثل الذین حمّلوا التورٰىۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا ط بئس مثل القوم الذین کذّبوا باٰیٰت اللہ ط واللہ لایھدی القوم الظّٰلمین ۝[2]

وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انھوں نے اسے نہ اٹھایا اُن کا حال اُس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں کیا بُری مثال ہے ان کی جنھوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اور فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۴۵/ ۲۳

[2] 〃 ۶۲/ ۵

واتل علیہم نبأ الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغٰوین ○ ولو شئنا لرفعنٰہ بہا ولٰکنّہ اخلد الی الارض واتّبع ھوٰیہ ج فمثلہ کمثل الکلب ج ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ط ذٰلک مثل القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا وانفسہم کانوا یظلمون ○ من یہد اللہ فہو المہتدی ج ومن یضلل فاولٰئک ھم الخٰسرون ○[1]

انھیں پڑھ کر سنا خبر اُس کی جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا وہ اُن سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہوگیا اور ہم چاہتے تو اُس علم کے باعث اُسے گرنے سے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہوگیا تو اُس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے، یہ اُن کا حال ہے جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ہمارا یہ ارشاد بیان کر کہ شاید لوگ سوچیں کیا بُرا حال ہے اُن کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پائے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں۔

یعنی ہدایت کچھ علم پر موقوف نہیں خدا کے اختیار میں ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں اُن کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے دوزخ کے فرشتے بُت پرستوں سے پہلے انھیں پکڑیں گے یہ کہیں گے کیا ہمیں بُت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو؟ جواب ملے گا: لیس من یعلم کمن لایعلم[2][عه] جاننے والے اور انجان برابر نہیں۔

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو

[عه] یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر اور ابونعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۵ تا ۱۷۸

[2] شعب الایمان حدیث ۱۹۰۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۰۹

اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہُوا یا شیطان کا، اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی، اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالمِ کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدمذہبوں کے علماء۔ پھر اس کا کیا پُوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو اُسے عالمِ دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالمِ دین جان کر اس کی تعظیم۔

بھائیو! علم اُس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں، ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا۔ اُسے معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا۔ جب سے اس نے محمد رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم سے منہ موڑا حضور[عہ] کا نور کہ پیشانی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رکھا گیا اُسے سجدہ نہ کیا اُس وقت سے لعنتِ ابدی کا طوق اُس کے گلے میں پڑا، دیکھو جب سے اس کے شاگردانِ رشید اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں ہمیشہ اُس پر لعنت بھیجتے ہیں، ہر رمضان میں مہینہ بھر اُسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں دھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہوگیا اور اُستاذی کا بھی۔

بھائیو! کروڑ کروڑ افسوس ہے اُس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عظمت سچی رحمت کا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، آمین!

فرقۂ دوم: معاندین و دشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کرکے اپنے اوپر سے نامِ کفر مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا و رسول کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہِ اغواء و تلبیس و

[عہ] تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲ صفحہ ۴۵۵ پر زیرِ قولہ تعالٰی تلک الرسل فضلنا، ان الملٰئکۃ امروا بالسجود لاٰدم لاجل ان نور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی جبہۃ اٰدم[۱]۔ تفسیر نیشاپوری ج ۲ ص ۷: سجود الملٰئکۃ لاٰدم انما کان لاجل نور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الذی کان فی جبہتہ[۲]۔ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تھا ۱۲ منہ۔

---

[۱] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲/۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۱۶۹

[۲] غرائب القرآن و رغائب الفرقان " " " مصطفی البابی مصر ۳/۷

شیوۂ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اُٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے۔

بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یؤمنون○[1]

بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں (ت)

یہ مسلمانوں کے دشمن اسلام کے عدو عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں:

مکرِ اوّل: اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے، حدیث میں فرمایا:

من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ[2]

جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائیگا۔

پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہوسکتا ہے۔ مسلمانو! ذرا ہوشیار، خبردار، اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اُسے گالیاں دے جُوتیاں مارے کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، یُونہی جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وُہ چاہے خدا کو جھُوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔

اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیۂ کریمہ الٓمّٓ○ احسب الناس[3] میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا۔ اسلام[عه] اگر فقط

[عه] حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں:

مجرد تفوہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ من الدین باید وتبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بندد[4]۔

محض زبانی کلمہ شہادت کہنا اسلام میں کافی نہیں بلکہ ان تمام امور کی تصدیق ضروری ہے جن کا ضروریاتِ دین سے ہونا بداہتًا معلوم ہے۔ کفر اور کافر سے برأت بھی لازمی ہے تاکہ اسلام کی صحیح صورت تشکیل پاسکے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۸

[2] المعجم الکبیر حدیث ۶۳۴۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۴۸
المستدرک للحاکم کتاب التوبۃ والانابۃ دار الفکر بیروت ۴/ ۲۵۱

[3] القرآن الکریم ۲۹/ ۱ و ۲

[4] مکتوبات مجدد الف ثانی مکتوب دوصد وشصت وششم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۲۳

کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بے شک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآن عظیم رد فرمارہا ہے

نیز تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

قالت الاعراب اٰمنّا ط قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولمّا یدخل الایمان فی قلوبکم ط[1]

یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع اسلام ہوئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔

اور فرماتا ہے:

اذا جاءک المنٰفقون قالوا نشھد انک لرسول اللّٰہ م واللّٰہ یعلم انک لرسولہ ط واللّٰہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون ۝[2]

منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بے شک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے مؤکد، کیسی کیسی قسموں سے مؤید، ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی، اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذّاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گھڑنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت کوئی فعل منافی اسلام نہ صادر ہو، بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

یحلفون باللّٰہ ما قالوا ط ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم[3]

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہوگئے۔

ابن جریر وطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۴

[2] " ۶۳/ ۱

[3] " ۹/ ۷۴

کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے بلاکر فرمایا، تُو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔[1]

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو کافر ہوجاتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب ط قل اباللّٰه و اٰيٰته و رسوله كنتم تستهزءون ۝ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ط۔[2]	اور اگر تم اُن سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یُونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرماتے ہیں:

انه قال فی قوله تعالٰی "ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب" ط قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا وكذا وما يدريه	یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے، اس پر ایک منافق بولا محمد (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا

---

[1] الدر المنثور بحوالہ ابن جریر والطبرانی وابن مردویہ تحت آیۃ ۹/۷۴، دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۱۹

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۵ و ۶۶

بالغیب ۔ جانیں، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوگئے ۔[1] (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ "وہ غیب کیا جانیں" کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے ۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں، دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جاننی شانِ نبوت ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولنا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسائل علم غیب میں بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی ۔

پھر اس کی سخت شامت کمال ضلالت کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم[عہ۱] ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے، آمین! ، ہاں بے خدا کے بتائے کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے ، اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل، اور اکثر علماء[عہ۲] کے خلاف ہے، لیکن روزِ اول سے روزِ آخر تک کا ماکان و مایکون اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرے کے لاکھویں کروڑویں حصے برابر تری کو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علوم محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے ، ان تمام امور کی تفصیل الدولۃ المکیہ وغیرہا میں ہے ۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اور ان شاء اللہ العظیم بہت مفید تھا ، اب بحث سابق

[عہ۱] اس نئے شاخسانے کے رد میں بفضلہٖ تعالیٰ چار رسالے ہیں، ازاحۃ جوائح الغیب، الجلاء الکامل، ابرار المجنون، میل الھداۃ، جن میں پہلا ان شاء اللہ مع ترجمہ عنقریب شائع ہوگا اور باقی تین بھی بعونہٖ تعالیٰ اس کے بعد، و باللہ التوفیق ۱۲ کاتب عفی عنہ ۔

[عہ۲] اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ "الفیوض الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ" میں ملاحظہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ کاتب عفی عنہ

[1] الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبۃ و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابی الشیخ عن مجاہد تحت الآیۃ ۹/ ۶۵ بیروت ۴/ ۲۳۰
جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیۃ ۹/ ۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۹۶

کی طرف عود کیجئے۔

اس فرقہ باطلہ کا مکر دوم یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے کہ لا نکفر احدا من اھل القبلۃ[1] ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

اور حدیث میں ہے:

”جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے[2]۔“

مسلمانو! اس مکر خبیث میں اُن لوگوں نے نری کلمہ گوئی سے عدول کرکے اب صرف قبلہ رُوئی کا نام ”ایمان“ رکھ دیا یعنی جو قبلہ رُو ہو کر نماز پڑھ لے مسلمان ہے اگرچہ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالیاں دے کسی صورت کسی طرح ایمان نہیں ٹلتا، ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیز
(بی بی تمیز کے مضبوط وضو کی طرح۔ت)

اوّلاً اس مکر کا جواب،

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیّٖن[3]	اصل نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ نمازمیں پورب یا پچھاں کو کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر۔

دیکھو صاف فرمادیا کہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں۔

اور فرماتا ہے:

وما منعھم ان تقبل نفقٰتھم	وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر عدم جواز تکفیر اہل القبلۃ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت ص ۴۲۹

[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶
کنز العمال حدیث ۳۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۹۲

[3] القرآن الکریم ۲/۱۷۷

الّا انّہم کفروا باللہ وبرسولہ ولا یأتون الصّلٰوۃ الّا وہم کسالٰی ولا ینفقون الّا وہم کٰرہون ○[1]

مگر اسی لئے کہ انھوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے، اور خرچ نہیں کرتے مگر بُرے دل سے۔

دیکھو اُن کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انھیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے، فقط قبلہ کیسا، قبلۂ دل وجان کعبۂ دین وایمان سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیچھے جانبِ قبلہ نماز پڑھتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

فان تابوا واقاموا الصّلٰوۃ واٰتوا الزکٰوۃ فاخوانکم فی الدین ط ونفصل الاٰیٰت لقوم یعلمون ○ وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر لا انّہم لا ایمان لہم لعلّہم ینتہون ○[2]

پھر اگر وُہ توبہ کریں اور نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمھارے دینی بھائی ہیں اور ہم پتے کی باتیں صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے، اور اگر قول و قرار کرکے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمھارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آئیں۔

دیکھو نماز وزکوٰۃ والے اگر دین پر طعنہ کریں تو انھیں کفر کا پیشوا کافروں کا سرغنہ فرمایا۔ کیا خدا ورسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعنہ نہیں، اس کا بیان بھی سُنئے۔

تمھارا رب عزّوجل فرماتا ہے:

من الذین ھادوا یحرّفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیّا بالسنتہم وطعنًا فی الدین ط ولو انہم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرًا لہم واقوم لا ولکن لعنہم اللہ

کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نہ مانا اور سُنئے آپ سُنائے نہ جائیں اور رَاعِنا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو۔ اور اگر وہ کہتے ہم نے سُنا اور مانا اور سُنئے اور ہمیں مہلت دیجئے تو ان کے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۵۴

[2] ″ ۹/ ۱۱ و ۱۲

بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلا ۝[1] اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت میں حاضر آتے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دُعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے اور دل میں بددُعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے، اور جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو رَاعِنَا کہتے جس کا ایک پہلو یہ ظاہر کہ ہماری رعایت فرمائیے اور مراد مخفی رکھتے رعونت والا۔ اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر رَاعِیْنَا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔ جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی اِن کلمات کی شناعت کو نہ پہنچا، بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پاگلوں چوپاؤں سے علم میں ہمسر اور خدا کی نسبت وہ کہ جھوٹا ہے جھوٹ بولتا ہے جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سُنّی صالح ہے والعیاذ باللہ رب العلمین۔

ثانیاً اس وہم شنیع کو مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بتانا حضرت امام پر سخت افترا و اتہام۔ امام رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے عقائدِ کریمہ کی کتاب مطہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صفاته تعالٰی فی الازل غیر محدثة ولا مخلوق فمن قال انه مخلوقة او محدثة او وقف فیها او شك فیها فهو کافر باللہ تعالٰی[2]	اللہ تعالٰی کی صفتیں قدیم ہیں، نہ نوپیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی، تو جو انھیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔

نیز امام ہمام رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں:

من قال بان کلام اللہ تعالٰی مخلوق فهو کافر باللہ العظیم[3]	جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۴۶

[2] الفقہ الاکبر ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۵

[3] کتاب الوصیۃ (وصیت نامہ) فصل نقر بان اللہ تعالٰی علی العرش استوٰی " " " " ص ۲۸

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال فخر الاسلام قد صح عن ابی یوسف انه قال ناظرت اباحنیفة فی مسألة خلق القرآن فاتفق رأیی و رأیه علی ان من قال بخلق القرآن فهو کافر و صح هذا القول ایضا عن محمد رحمهم الله تعالٰی[1]

امام فخر الاسلام رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا۔

یعنی ہمارے ائمہ ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اجماع و اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا معتزلہ و کرامیہ و روافض کہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے۔ نفسِ مسئلہ کا جزئیہ لیجئے امام مذہب حنفی سیدنا امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

ایما رجل مسلم سبّ رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالٰی و بانت منه زوجته[2]

جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہوگیا اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہوجاتا ہے اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے کیا مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا یا اہلِ کلمہ نہیں ہوتا سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ قبول والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہلِ قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر القرآن کلام اللہ غیر مخلوق دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ص ۹۵

[2] کتاب الخراج للامام ابی یوسف فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام دارالمعرفۃ بیروت ص ۱۸۲

اُن میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعًا یقینًا اجماعًا کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفاء شریف و بزازیہ و درر وغرر و فتاوٰی خیریہ وغیرہا میں ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر[1]

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وُہ کافر ہے اور جو اس کے معذّب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر و درمختار میں ہے:

واللفظ لہ الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر[2]

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اُس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

الحمدللہ یہ نفیس مسئلہ کا وہ گرانبہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انھیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

فی المواقف لایکفر اھل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات اھ ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا لایجوز تکفیر اھل القبلۃ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی

یعنی مواقف میں ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہا جائیگا مگر جب ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا، اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہلِ قبلہ کی تکفیر روا نہیں اُس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو وحی میں دھوکا ہوا اللہ تعالٰی نے انھیں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی طرف بھیجا تھا

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع الباب الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۰۸

[1] الفتاوی الخیریۃ باب المرتدین دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۳

[2] الدرالمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

مجمع الانہر کتاب فصل فی احکام الجزیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷

بالوحی فان اللّٰہ تعالٰی ارسلہ الی علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وبعضہم قالوا انہ اِلٰہ وان صلوا الی القبلۃ لیسوا بمؤمنین وھذا ھو المراد بقولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک مسلم[1] اھ مختصرًا۔

اور بعض تو مولٰی علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ "جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے"۔

یعنی جبکہ ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافیِ ایمان نہ کرے۔

اسی میں ہے:

اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللّٰہ تعالٰی بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذٰلک من المسائل المہمّات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمہ سبحٰنہ بالجزئیات لایکون من اھل القبلۃ وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لایکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیئ من موجباتہ[2]۔

یعنی جان لو کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین میں موافق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا اجسام کا حشر ہونا اللہ تعالٰے کا علم تمام کلیات وجزئیات کو محیط ہونا اور جو مہم مسئلے ان کی مانند ہیں تو جو تمام عمر طاعتوں عبادتوں میں رہے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالٰی جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہلِ قبلہ سے نہیں اور اہلِ سنت کے نزدیک اہلِ قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجبِ کفر اُس سے صادر نہ ہو۔

امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالٰے تحقیق شرح

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر مطلب فی ایراد الالفاظ المکفرۃ الخ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۴۴۶

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 عدم جواز تکفیر اہل القبلۃ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۴۲۹

اصول حسامی میں فرماتے ہیں:

ان غلا فيه (اى فى هواه) حتى وجب اكفاره به لايعتبر خلافه ووفاقه ايضا لعدم دخوله فى مسمى الامة المشهود لها بالعصمة وان صلى الى القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة ليست عبارة من المصلين الى القبلة بل عن المؤمنين وهو كافر وان كان لايدرى انه كافر[1]

یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اُس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو اُمت کے لئے آئی ہے اور وہ اُمت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ اُمت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔

ردالمحتار میں ہے:

لاخلاف فى كفر المخالف فى ضروريات الاسلام وان كان من اهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما فى شرح التحرير[2]

یعنی ضروریاتِ اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ اہلِ قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن الہمام میں فرمایا۔

کتبِ عقائد وفقہ واصول ان تصریحات سے مالامال ہیں۔

رابعاً خود مسئلہ بدیہی ہے کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کرلیتا ہو کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہوسکتا ہے حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے و ذٰلك ان الكفر بعضه اخبث من بعض (اور یہ اس لئے کہ بعض کفر بعض سے خبیث تر ہے) وجہ یہ کہ بُت کو سجدہ علامتِ تکذیبِ خدا ہے اور علامتِ تکذیب میں تکذیب کے برابر نہیں ہوسکتی اور سجدے میں یہ احتمالِ عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت ومجرا مقصود ہو نہ کہ عبادت،

---

[1] التحقیق شرح الحسامی باب الاجماع نولکشور لکھنؤ ص ۲۰۸

[2] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۷۷

2
12

اور محض تحیت[عہ] فی نفسہٖ کفر نہیں، ولہذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیۃً سجدہ کرے گنہگار ہوگا کافر نہ ہوگا امثال بُت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بربنائے شعار خاص کفار رکھا ہے بخلاف بدگوئی حضور پُر نور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کہ فی نفسہٖ کفر ہے جس میں کوئی احتمالِ اسلام نہیں۔

اور میں یہاں اس فرق پر بنا نہیں رکھتا کہ ساجدِ صنم کی توبہ باجماعِ امت مقبول ہے مگر سیدعالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ بہزار ہا ائمّۂ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں، اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ مولٰی خسرو صاحب دُرر و غُرر و علامہ زین بن نجیم صاحب بحرالرائق و اشباہ والنظائر و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابوعبداللہ محمد بن غزی صاحب تنویر الابصار و علامہ خیرالدین رملی صاحب خیریہ و علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب

عہ شرح مواقف میں ہے،

سجودہ لہا یدل بظاہرہ انہ لیس بمصدق ونحن نحکم بالظاہر فلذا حکمنا بعدم ایمانہ لا لان عدم السجود لغیر اللہ دخل فی حقیقۃ الایمان حتی لو علم انہ لم یسجد لہا علی سبیل التعظیم واعتقاد الالٰہیۃ بل سجد لہا وقلبہ مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفرہ فیما بینہ وبین اللہ وان اجری علیہ حکم الکفر فی الظاہر[1] ۱۲ منہ۔

اُس کا سورج کو سجدہ کرنا بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق نہیں کرتا ہے اور ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے عدم ایمان کا حکم لگایا ہے۔ یہ حکم اس وجہ سے نہیں لگایا کہ غیراللہ کو سجدہ نہ کرنا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے یہاں تک کہ اگر معلوم ہوجائے کہ اس نے سورج کو سجدہ بطور تعظیم اور اس کو معبود سمجھ کر نہیں کیا بلکہ اُسکو سجدہ کیا درآنحالیکہ اُس کا دل تصدیق و ایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو عنداللہ اُس کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا اگرچہ بظاہر اُس پر کفر کا حکم جاری کیا جائیگا۔ (ت)

---

[1] شرح المواقف المرصد الثالث المقصد الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۳۲۹

دُرمختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا بیّنّا ان تحقیق المسألۃ فی الفتاوی الرضویۃ (علاوہ ازیں مسئلہ کی تحقیق فتاوی رضویہ میں ہے۔ت) اس لئے کہ عدم قبول توبہ صرف حاکمِ اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عنداللہ مقبول ہے کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر تو توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں، نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا مسلمان ہوجاؤ گے جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے کما فی ردّ المحتار وغیرہ (جیسا کہ ردّ المحتار وغیرہ میں ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

اُس فرقۂ بے دین کا **مکر سوم** یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اُس کو کافر نہ کہنا چاہئے۔

اوّلاً یہ مکر خبیث سب مکروں سے بدتر وضیعف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے ۹۹ بار بُت پُوجے سنکھ پھونکے گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے یہی کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اُسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً اُس کی رُو سے سوا دَہریے کے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو تمام کافر، مشرک، مجوس، ہنود، نصارٰی، یہود وغیرہم دُنیا بھر کے کفّار سب کے سب مسلمان ٹھہرے جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر وجودِ خدا کے تو قائل ہیں ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول ہے خصوصاً کفار فلاسفہ و آریہ وغیرہم کہ بزعمِ خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود و نصارٰی تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالٰی کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت وحشر وحساب وثواب وعذاب وجنّت و نار وغیرہا بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

ثالثاً اس کے رَد میں قرآن عظیم کی وہ آیتیں کہ اُوپر گزریں کافی ووافی ہیں جن میں باوصف کلمہ گوئی و نماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکمِ تکفیر فرمادیا کہیں ارشاد ہوا:

کفروا بعد اسلامھم[1] وہ مسلمان ہوکر اس کلمے کے سبب کافر ہوگئے۔

---

[1] القرآن الکریم ۹ / ۷۴

کہیں فرمایا:

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم[1] بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

حالانکہ اس مکر خبیث کی بنا پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہوجاتیں صرف ایک کلمہ پر حکم کفر صحیح نہ تھا۔ ہاں شاید اس کا یہ جواب دیں کہ یہ خدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرۂ اسلام تنگ کردیا کلمہ گویوں اہل قبلہ کو دھکے دے دے کر صرف ایک ایک لفظ پر اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لا تعتذروا عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس ہے خدا نے پیر نیچر یا ندویہ لیکچر یا ان کے ہمخیال کسی مصلح الاسلام ریفارمر سے مشورہ نہ لیا الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین[2] (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ت)

رابعاً اس مکر کا جواب،

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض ۚ فما جزاء من یفعل ذٰلک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا و یوم القیٰمۃ یردون الٰی اشد العذاب ؕ وما اللہ بغافل عما تعملون ○ اولٰئک الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالاٰخرۃ ۫ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون ○[3]	تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو، تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے عقبٰی بیچ کر دنیا خریدی تو نہ ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے۔

کلام الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اسکی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابد الآباد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنٰی ایک آن

---

[1] القرآن الکریم ۹/۶۶

[2] 〃 ۱۱/۱۸

[3] 〃 ۲/۸۵ و ۸۶

کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادتِ قرآن عظیم خود صریح کفر ہے۔

خامسًا اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جتنا افترا اٹھایا انھوں نے ہرگز کہیں ایسا نہ فرمایا بلکہ انھوں نے بخصلت یہود یحرفون الکلم عن مواضعہ[1] یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں تحریف تبدیل کرکے، کچھ کا کچھ بنالیا، فقہائے نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے ۹۹ باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے حاشا للہ بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ۹۹ ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقینًا قطعًا کافر ہے ننانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب پڑجائے سب پیشاب ہوجائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب ڈال دو سب طیب طاہر ہوجائے گا حاشا کہ فقہا تو فقہا کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں اُن میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہوجائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو، اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اُسے فائدہ نہ ہوگا وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کہے عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے اس کلام میں اتنے پہلو ہیں:

(۱) عمرو اپنی ذات سے غیب داں ہے، یہ صریح کفر وشرک ہے،

قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ[2]	تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ (ت)

(۲) عمرو آپ تو غیب داں نہیں مگر جو علم غیب رکھتے ہیں اُن کے بتانے سے اسے غیب کا علم یقینی ہوجاتا ہے، یہ بھی کفر ہے۔

تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین[3] ۝	جنّوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/۴۶

[2] القرآن الکریم ۲۷/۶۵

[3] 〃 ۳۴/۱۴

(۳) عمرو نجومی ہے۔

(۴) رمّال ہے۔

(۵) سامندرک جانتا ہاتھ دیکھتا ہے۔

(۶) کوّے وغیرہ کی آواز۔

(۷) حشرات الارض کے بدن پر گرنے،

(۸) کسی پرندے یا وحشی چرندے کے دہنے یا بائیں نکل کر جانے،

(۹) آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے۔

(۱۰) پانسہ پھینکتا ہے۔

(۱۱) فال دیکھتا ہے۔

(۱۲) حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اُس سے احوال پوچھتا ہے۔

(۱۳) مسمریزم جانتا ہے۔

(۱۴) جادو کی میز،

(۱۵) روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔

(۱۶) قیافہ داں ہے۔

(۱۷) علم زایرچہ سے واقف ہے ان ذرائع سے اُسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے یہ سب بھی کفر[عہ] ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ فیما یقول فقد کفر بما انزل علٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رواہ احمد[1] والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ

جو شخص نجومی اور کاہن کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ امام احمد و حاکم نے بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

عہ یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے ۱۲ منہ۔

[1] المستدرک علی الصحیحین کتاب الایمان التشدید فی اتیان الکاہن مکتب المطبوعات الاسلامیہ ۱/ ۸
مسند احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۲۹

ولاحمد وابی داؤد عنه رضی الله تعالٰی عنه فقد بریٔ مما نزّل علٰی محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم[1]

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا: تو وہ قرآن اور دینِ اسلام سے الگ ہوگیا۔ (ت)

(۱۸) عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے۔

ولٰکن رسول الله وخاتم النبیین ط وکان الله بکل شیئ علیما ○[2]

ہاں (محمد) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

(۱۹) وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف ہوگئے ہیں اس کا علم تمام معلوماتِ الٰہی کو محیط ہوگیا، یہ یوں کفر ہے کہ اس نے عمرو کو علم میں حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر ترجیح دے دی کہ حضور کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو محیط نہیں،

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ○[3]

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (ت)

من قال فلان اعلم منه صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقد عابه فحکمه حکم الساب نسیم الریاض۔[4]

جس نے کہا کہ فلاں شخص نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے اس نے آپ پر عیب لگایا لہذا اس کا حکم شاتم جیسا ہے۔ (نسیم الریاض)۔ (ت)

(۲۰) جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے اُن میں ظاہراً باطناً کسی طرح کسی رسول انس و ملک کی وساطت و تبعیت نہیں اللہ تعالٰے نے بلا واسطہ رسول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے،

وماکان الله لیطلعکم علی الغیب ولٰکن

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمھیں غیب کا

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر باب النہی عن اتیان الکہان آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۹

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[3] 〃 ۳۹/ ۹

[4] نسیم الریاض فی شرح الشفاء الباب الاول مرکز اہلسنت گجرات الہند ۴/ ۳۳۵

اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء[1]

علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (ت)

عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا ۝ الا من ارتضٰی من رسول[2]

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (ت)

(۲۱) عمرو کو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعًا یا عینًا یا الہامًا بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہا اس قائل کو کافر نہ کہیں گے کہ اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحسین ظن کے سبب اُس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیصِ شانِ سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ کہ اور پھر بھی حکمِ کفر نہ ہو اب تو اُسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و بزازیہ و درر و بحر و نہر و فتاوٰی خیریہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سُن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، مگر یہ بیہودہ فش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور اُن کے کلام میں تبدیل و تحریف کرتے ہیں،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔[3]

اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لھا تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولٰی للمفتی والقاضی

تحقیق مشائخ نے مسئلہ تکفیر کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو اولٰی یہ ہے مفتی اور قاضی اس کو نفی کفر کے احتمال

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[2] " " ۷۲/ ۲۶ و ۲۷

[3] " " ۲۶/ ۲۲۷

ان یحمل بالاحتمال النافی[1] پر محمول کرے۔ (ت)

فتاوٰی خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاوٰی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

اذا کانت فی المسألۃ وجوہ توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الی ذٰلك الوجه ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم یکن لا ینفعه حمل المفتی کلامه علی وجه لا یوجب التکفیر[2]۔

اگر مسئلہ میں متعدد وجوہ موجبِ کفر ہوں اور فقط ایک تکفیر سے مانع ہو تو مفتی و قاضی پر لازم ہے کہ اُسی وجہ کی طرف میلان کرے اور مسلمان کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے ہوئے اُس کے کفر کا فتوٰی نہ دے۔ پھر اگر درحقیقت قائل کی نیت میں وہی وجہ ہے جو تکفیر سے مانع ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی و قاضی کا کلام کو اُس وجہ پر محمول کرنا جو موجبِ تکفیر نہیں ہے قائل کو کچھ نفع نہ دے گا۔ (ت)

اسی طرح فتاوٰی بزازیہ و بحرالرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے:

---

[1] منح الروض الازہر فی شرح فقہ الاکبر مطلب یجب معرفۃ المکفرات الخ دار البشائر الاسلامیہ ص ۴۴۵

[2] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۲
جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۸
المحیط البرہانی فصل فی مسائل المرتدین واحکامہم داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۵۵۰
الفتاوٰی الہندیۃ کتاب السیر الباب التاسع دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۰۱
ردالمحتار کتاب الجہاد باب المرتد داراحیاء التراث العربی " ۳/ ۲۸۵
الفتاوٰی البزازیۃ علٰی ہامش الفتاوٰی الہندیۃ کتاب الفاظ تکون اسلامًا اوکفرًا نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۲۱
بحرالرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۵
مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب السیر باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۸۸
الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ والاستخفاف بالشریعۃ کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۰۲
الفتاوٰی التاتارخانیۃ کتاب احکام المرتدین ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۵/ ۴۵۸

لایکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ و مع الاحتمال لانہایۃ[1]۔

احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جو انتہائی جرم کا مقتضی ہے اور احتمال کی موجودگی میں انتہائی جرم نہ ہوا۔ (ت)

بحرالرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیہ و تنبیہ الولاۃ و سل الحسام وغیرہا میں ہے:

والذی تحرر انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن[2] الخ۔

جس نے ایسے مسلمان کی تکفیر کا فتوٰی دینے سے اجتناب کیا جس کے کلام کی تاویل ممکن ہے اس نے اچھا کیا۔ (ت)

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں اگر یہودی بات کو تحریف کردیتے ہیں۔

فائدہ جلیلہ: اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ بعض فتاوٰی مثل فتاوٰی قاضی خاں وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواحِ مشائخ حاضر و واقف ہیں یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے حکمِ کفر دیا اُس سے مراد وہی صورتِ کفریہ ادعائے علم ذاتی وغیرہ ہے ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدد احتمال اسلام کے ہیں کہ یہاں علم غیب قطعی یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے تو علم ظنی کی شق بھی پیدا ہوکر اکیس کی جگہ بیالیس احتمال نکلیں گے

---

[1] الفتاوی التاتارخانیۃ کتاب احکام المرتدین ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی ۵/ ۴۵۹
سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۶
تنبیہ الولاۃ والحکام علٰی احکام شاتم خیر الانام 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱/ ۳۴۲
بحرالرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کراچی ۵/ ۱۲۵

[2] الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶
بحرالرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۵
تنبیہ الولاۃ والحکام علٰی احکام شاتم خیر الانام الخ رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۴۲
سل حسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی 〃 〃 〃 ۲/ ۳۱۶
الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ والاستخفاف بالشریعۃ کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۰۲

اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعا کفر نہیں۔ بحرالرائق و ردالمحتار میں ہے:

علم من مسائلهم هنا ان من استحل ما حرمه الله تعالٰی علٰی وجه الظن لا یکفر وانما یکفر اذا اعتقد الحرام حلالا ونظیره ما ذکره القرطبی فی شرح مسلم ان ظن الغیب جائز کظن المنجم والرمال بوقوع شیئ فی المستقبل بتجربة امر عادی فهو ظن صادق والممنوع ادعاء علم الغیب والظاهر ان ادعاء ظن الغیب حرام لا کفر بخلاف ادعاء العلم[1] اھ زاد فی البحر الا تری انهم قالوا فی نکاح المحرم لو ظن الحل لا یحد بالاجماع ویعزر کما فی الظهیریة وغیرها ولم یقل احد انه یکفر وکذا فی نظائره[2] اھ

ان مسائل سے معلوم ہوگیا کہ جس نے اللہ تعالٰی کے حرام کردہ کو حلال گمان کیا وہ کافر نہ ہوگا کافر تو حرام کو حلال اعتقاد کرنے سے ہوگا۔ اس کی نظیر وہ ہے جو قرطبی نے شرحِ مسلم میں ذکر کیا کہ ظنِ غیب جائز ہے جیسا نجومی اور رملی کا کسی امر عادی کے تجربہ کی بنیاد پر مستقبل میں کسی امر کے واقع ہونے کا ظن۔ یہ ظن صادق ہے۔ اور جو ممنوع ہے وہ علمِ غیب کا ادعاء ہے اور ظاہر ہے کہ ظنِ غیب کا ادعاء حرام ہے کفر نہیں بخلاف علمِ غیب کے ادعاء کے اھ۔ بحر میں زائد ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ نکاحِ محرم کے بارے میں مشائخ نے کہا ہے کہ اگر اس کو حلال کا ظن تھا تو بالاجماع حد نہیں لگائی جائیگی بلکہ تعزیر لگائی جائے گی جیسا کہ ظہیریہ وغیرہ میں ہے۔ اس کی تکفیر کا قول کسی نے کیا، یونہی اس کی نظائر میں ہے۔ (ت)

تو کیونکر ممکن کہ علما باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافی کفر ہے جہاں بکثرت احتمالات اسلام موجود وہیں حکم کفر لگائیں لاجرم اس سے مراد وہی خاص احتمال کفر ہے مثلاً ادعائے علم ذاتی وغیرہ ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہوکر خود ذاہب و زائل ہونگے، اس کی تحقیق جامع الفصولین و ردالمحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط و فتاوی حجہ و تاتارخانیہ و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے فصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون

---

[1] ردالمحتار کتاب الحدود باب الوطء الذی یوجب الحدود الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۵۴

[2] البحر الرائق " " " " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۶

وغیرہا میں ملاحظہ ہوں وباللہ التوفیق یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں۔

جمیع ماوقع فی کتب الفتاوٰی من کلمات الکفر التی صرح المصنفون فیہا بالجزم بالکفر یکون الکفر فیہا محمولا علٰی ارادۃ قائلہا المعنی علّلوا بہ الکفر واذا لم تکن ارادۃ قائلہا ذٰلک فلا کفر[1] اھ مختصراً۔

یعنی کتب فتاوٰی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔

ضروری تنبیہ: احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سُنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے، مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہوجائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں، مبرم ومعلق۔ جیسے قرآن عظیم میں فرمایا:

الا ان یاتیہم اللّٰہ[2] ای امر اللہ۔

مگر یہ کہ انکے پاس آئے اللہ تعالٰی یعنی اللہ تعالٰی کا امر آئے۔ (ت)

عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گھڑلی جائے کہ لغوی معنے مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی رُوح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفاء شریف میں ہے:

ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لایقبل[3]۔

صریح لفظ میں تاویل کا دعوٰی نہیں سنا جاتا۔

شرح شفائے قاری میں ہے:

ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ[4]۔

ایسا دعوٰی شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے:

لایلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا[5]۔

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہے:

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ والاستخفاف بالشریعۃ کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۰۴

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۰

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع الباب الاول المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۰۹ و ۲۱۰

[4] شرح الشفاء لملا علی القاری " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۹۶

[5] نسیم الریاض " " مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۴/ ۲۴۳

واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر[1]	عمادی کے الفاظ ہیں کوئی شخص کہے "میں اللہ کا رسول ہوں" یا فارسی میں کہے "میں پیغمبر ہوں" اور مراد یہ لے کر میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہوجائے گا۔ (ت)

یہ تاویل نہ سُنی جائے گی فاحفظ (تو اسے حفظ کرلیجئے۔ ت)۔

مکرِ چہارم: انکار یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اُس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے، اور جو اُن کی چھپی ہوئی کتابیں تحریریں دکھا دیتا ہے اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دیے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بیحیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کردیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا۔ اور بیچارہ بے علم ہُوا تو اس سے کہہ دیا اِن عبارتوں کا یہ مطلب نہیں۔ اور آخر ہے کیا۔ یہ دربطنِ قائل، اس کے جواب کو وہی آیت کریمہ کافی ہے کہ،

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم[2]	خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے کہا حالانکہ بیشک ضرور وُہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوکر کافر ہوگئے۔

صح

ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

اُن لوگوں کی وہ کتابیں[عہ۱] جن میں یہ کلماتِ کفریہ ہیں مدّتوں سے انھوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار[عہ۲] چھپیں، مدتہامدت سے علمائے اہلسنت نے اُن کے رَد چھاپے مواخذے کئے وہ فتوے[عہ۳] جس میں اللہ تعالٰی کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مُہری دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے فوٹو بھی لے گئے ہیں جن میں سے ایک فوٹو کہ علما ے

عہ۱ یعنی براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتحذیر الناس وکتب قادیانی وغیرہ ۱۲ کاتب عفی عنہ

عہ۲ جیسے براہین قاطعہ وحفظ الایمان ۱۲ کاتب عفی عنہ

عہ۳ یعنی فتوائے گنگوہی صاحب ۱۲ کاتب عفی عنہ

---

[1] الفتاوی الہندیۃ بحوالۃ الفصول العمادیۃ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتبخانہ پشاور ۲/۲۶۳

[2] القرآن الکریم ۹/۷۴

حرمین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب دشنامیاں گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے۔ یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتوی اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد چھپا پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد چھپا اور فتوی دینے والا جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتوی میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوی کا انکار کر دینا سہل تھا، نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہلسنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے، نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ زید سے اس کا ایک مُہری فتوی اس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اس کا رد چھاپا کریں زید کو اس کی بنا پر کافر بتایا کریں۔ زید اس کے بعد پندرہ برس جئے اور یہ سب کچھ دیکھے سُنے اور اُس فتوی کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا۔ اور اُن میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکے ہیں نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں، ۱۳۲۰ھ میں اُن کے ان تمام کفریات کا مجموع یکجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشناموں کے متعلق کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان عہ کے سرغنہ کے پاس لے گئے۔ سوالوں پر جو حالت سراسیمگی بیحد پیدا ہوئی دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھئے مگر اُس وقت بھی نہ اُن تحریرات سے انکار ہو سکا نہ کوئی مطلب گھڑنے پر قدرت پائی بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کر دیجئے تو وہی کہے جاؤں گا۔ وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جبھی ۱۵ جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ و اتباع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجئے کہ اللہ و رسول کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے یہ سب بناوٹ ہے اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے اللہ تعالٰی حیا دے۔

مکر مجسم : جب حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی کسی طرف مفر نظر نہیں آتی اور یہ توفیق اللہ واحد قہار

عہ یعنی تھانوی صاحب ۱۲ کاتب عفی عنہ

نہیں دیتا کہ توبہ کریں اللہ عزوجل اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخیاں بکیں جو گالیاں دیں اُن سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں اُن سے رجوع کا بھی اعلان دیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئا فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ رواہ الامام احمد فی الزھد[1] والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن جید۔

جب تُو بدی کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ۔ (اس کو امام احمد نے زہد میں، طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن جید روایت کیا۔ ت)

اور بفحوائے کریمہ یصدون عن سبیل اللہ یبغونھا عوجا[2] (اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس سے کجی چاہتے ہیں۔ ت) راہِ خدا سے روکنا ضرور ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے اُن پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلسنت کے فتوٰی تکفیر کا کیا اعتبار، یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا، مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا، پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو کہہ دیا، غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انھوں نے اسے کافر کہہ دیا، یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولٰنا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم مغفور سے جاکر جڑدی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کو کافر کہہ دیا۔ مولٰنا کو اللہ تعالٰی جنت عالیہ عطا فرمائے انھوں نے آیہ کریمہ

---

[1] الزہد لاحمد بن حنبل حدیث ۱۴۱ دارالکتاب العربی بیروت ص ۴۹

المعجم الکبیر " ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۵۹

[2] القرآن الکریم ۷/ ۴۵

اِن جاءکم فاسق بنبا فتبینوا[1] (اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔ ت) پر عمل فرمایا، خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر رسال ہوا اور مولٰنا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ہمیشہ ایسے ہی افترا اٹھایا کرتے ہیں اس کا جواب وہ ہے جو تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون[2] جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

اور فرماتا ہے:

فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین[3] ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔

مسلمانو! اس مکر سخیف و کید ضعیف کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں ان صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہدیا کہدیا فرماتے ہو کچھ ثبوت بھی رکھتے ہو کہاں کہدیا کس کتاب کس رسالے کس فتوے کس پرچے میں کہہ دیا، ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے دکھاؤ اور نہیں دکھاسکتے، اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھاسکتے، تو دیکھو قرآن عظیم تمھارے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

مسلمانو! تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

فاذ لم یأتوا بالشھداء فاولٰئک عند اللّٰہ ھم الکٰذبون[4] جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

مسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا۔ بارہا ہوچکا کہ ان حضرات نے بڑے زور شور سے یہ دعوے کئے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے مگر حیا اتنی ہے کہ وہ رٹ جو منہ کو لگ گئی ہے نہیں چھوڑتے اور چھوڑیں کیونکر کرتا کیا نہ کرتا۔ اب خدا و رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہلسنت یونہی بلاوجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہدیا ہوگا۔ مسلمانو! اُن مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا کہ مَن گھڑت کا ثبوت ہی کیا۔ و انّ اللّٰہ

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/۶

[2] القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

[3] 〃 〃 ۳/۶۱

[4] 〃 〃 ۲۴/۱۳

لایہدی کید الخائنین[1]○ (اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ ت) ان کا ادعائے باطل تو اسی قدر سے باطل ہوگیا۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین[2] (فرماؤ) لاؤ اپنی برہان اگر سچے ہو۔

اِس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہٖ تعالٰی ہم ان کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر اُن کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہوجائے۔ ثبوت بھی بحمد اللہ تعالٰی تحریری، وہ بھی چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا بلکہ سالہا سال کا۔ جن جن کی تکفیر کا اتہام علمائے اہلسنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمٰعیل دہلوی میں کہ بیشک علمائے اہلسنت نے اس کے کلام میں بکثرت کلمات کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے، بااینہمہ **اوّلاً** سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۹ھ) دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتّر وجہ سے لزوم کفر ثابت کرکے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب و بہ یفتی وعلیہ الفتوٰی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ و فیہ السداد[3] یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوٰی ہوا اور اسی پر فتوٰی ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔

ثانیاً الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ[4] دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین ہی کے رَد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۲ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا جس میں نصوص جلیلۂ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر ستّر وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صفحہ ۶۲ : ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے سے) کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۲

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

[3] سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دار الاشاعت جامعہ گنج بخش داتا دربار لاہور ص ۱۰۳

[4] الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا ص ۶۲

ثالثاً سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ[1] دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد چھپا اس میں بھی اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہ قاہرہ لزومِ کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱ و ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں بےحد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے ناروا بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں باایں ہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے[1] اھ مختصراً

رابعاً ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار[2] دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم آباد چھپا اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے[2]۔

خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتوٰی دیا ہے جب تک ان کی صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی۔ مسئلہ امکانِ کذب کے باعث ان پر اٹھتّر وجہ سے لزوم کفر ثابت کرکے "سبحٰن السبوح" میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید[عہ] کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلٰی[3] (اس لئے کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔ ت)

[عہ] گنگوہی و انبیٹھی اور ان کے اذناب دیوبندی ۱۲ کاتب عفی عنہ

[1] سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ رضا اکیڈمی انڈیا ص ۲۱ و ۲۲

[2] ازالۃ العار بحجر الکرائم من کلاب النار " " بمبئی ص ۱۸

[3] سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دار الاشاعت جامعہ گنج بخش لاہور ص ۹۰ و ۹۱

مسلمانو، مسلمانو! تمھیں اپنا دین و ایمان اور روزِ قیامت و حضور بارگاہِ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اُس پر تکفیر تکفیر کا افترا کتنی بے حیائی کیسا ظلم کتنی گھنونی ناپاک بات۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔[۱] جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر:

ع بے حیا باش و انچہ خواہی کن

(بیحیا ہوجا پھر جو چاہے کر۔ ت)

مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح، قاہر عبارات تمھارے پیش نظر ہیں جنھیں چھپے ہوئے دس ۱۰ دس ۱۰ اور بعض کو سترہ ۱۷ اور تصنیف کو انیس ۱۹ سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ ۶ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی جب سے المعتمد المستند چھپی، ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افترا ہی رَد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو اِن کے اکابر پر ستتر وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الّا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔[۲] یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک اُن کی ان دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتّر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی حکم دے چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا،[۳] جب کیا ان سے ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی، جب اُن سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی۔ حاش للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت

---

[۱] المعجم الکبیر حدیث ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/ ۲۳۶

[۲] سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دارالاشاعت جامعہ گنج بخش، داتا دربار لاہور ص۹۱

[۳] " " " " " " " " " ص۹۰ و ۹۱

صرف محبت و عداوت خدا و رسول ہے جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام ع۱ صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی ع۲ سُنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہیِ رب العلمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سُن چکے کہ من شك فی عذابه وکفره فقد کفر[۱] جو ایسے کے

ع۱ جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی اس سے پہلے اپنے آپ کو سُنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلس میلاد مبارک و قیام میں شریک اہل اسلام ہوتے ۱۲ کاتب عفی عنہ۔

ع۲ جیسے گنگوہی صاحب و انبیٹھی صاحب کہ ان کے اتنے قول کی نسبت میرٹھ سے سوال آیا تھا کہ خدا جھوٹا ہو سکتا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ شیطان کا علم رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتاتے ہیں۔ پھر گنگوہی صاحب کا وہ فتوٰی کہ خدا جھوٹا ہے جو اسے جھوٹا کہے مسلمان سُنی صالح ہے۔ جب چھپا ہوا نظر سے گزرا کمال احتیاط یہ کہ دوسروں کا چھپوایا ہوا تھا اس پر وہ تیقن نہ کیا جس کی بنا پر تکفیر ہو جب وہ اصلی فتوٰے گنگوہی صاحب کا مُہری دستخطی خود آنکھ سے دیکھا اور بار بار چھپنے پر بھی گنگوہی صاحب نے سکوت کیا تو اس کے صدق پر اعتبار کافی ہوا۔ یونہی قادیانی دجال کی کتابیں جب تک آپ نہ دیکھیں اس کی تکفیر پر جزم نہ کیا جب تک صرف مہدی یا مثیل مسیح بننے کی خبر سُنی تھی جس نے دریافت کیا اتنا ہی کہا کہ کوئی مجنون معلوم ہوتا ہے' پھر جب امرتسر سے ایک فتوٰی اس کی تکفیر کا آیا جس میں اس کی کفریہ عبارتیں بحوالہ صفحات منقول تھیں اس پر بھی اتنا لکھا کہ" اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو وہ یقیناً کافر۔" دیکھو رسالہ السوء ۲۰ والعقاب علی المسیح الکذاب ۱۳ صفحہ ۱۸' ہاں جب اس کی کتابیں بچشم خود دیکھیں اس کے کافر مرتد ہونے کا قطعی حکم دیا ۱۲ کاتب عفی عنہ۔

---

[۱] در مختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

معذّب و کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضرور تھا لاجرم حکمِ کفر دیا اور شائع کیا وذٰلک جزاء الظّٰلمین۔

تمھارا رب عزّ وجل فرماتا ہے:

قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۝[1]	کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل، باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔

اور فرماتا ہے:

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی[2]	دین میں کچھ جبر نہیں، حق راہ صاف جدا ہوگئی ہے گمراہی سے۔

یہاں چار مرحلے تھے:

(۱) جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین و دشنام تھا۔

(۲) اللہ و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

(۳) جو انھیں کافر نہ کہے، جو اُن کا پاس لحاظ رکھے، جو اُن کی اُستادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ انھیں میں سے ہے انھیں کی طرح کافر ہے قیامت میں اُن کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا۔

(۴) جو عذر مکر جہّالِ و ضُلّال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پا در ہوا ہیں۔

یہ چاروں بحمد اللہ تعالٰی بروجہ اعلٰی واضح و روشن ہوگئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیاتِ کریمہ نے دیے۔ اب ایک پہلو پر جنّت و سعادت سرمدی، دوسری طرف شقاوت و جہنم ابدی ہے، جسے جو پسند آئے اختیار کرے، مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا، باقی ہدایت رب العزّۃ کے اختیار میں ہے۔

بات بحمد اللہ تعالٰی ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلٰی بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام

---

[1] القرآن الکریم ١٧/ ٨١

[2] " " ٢/ ٢٥٦

بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیثِ صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دَور دَورہ نہ ہوگا لہذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے حضور فتوٰی پیش ہوا جس خوبی و خوشِ اسلوبی و جوشِ دینی سے اُن عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالٰی کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ۱۳۲۴ میں گرامی بھائیوں کے پیشِ نظر اور ہر صفحہ کے مقابل اردو میں اس کا ترجمہ "مبین احکام و تصدیقات اعلام ۱۳۲۵" جلوہ گر۔

الٰہی! اسلامی بھائیوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرما اور ضد و نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید و عمرو کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی وجاہت کا۔ آمین آمین آمین! والحمد للہ رب العلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ وحزبہٖ اجمعین، آمین!

رسالہ
"تمہید ایمان بآیاتِ قرآن
ختم ہوا